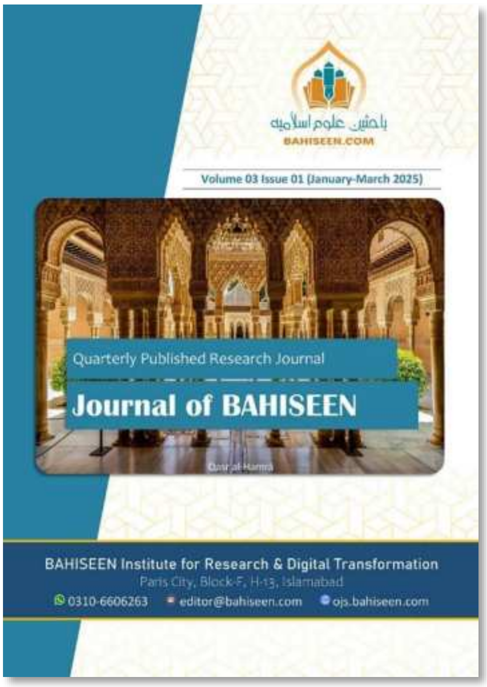

Title
Journal of BAHISEEN
Issue
Volume 02, Issue 04,
October-December 2024
ISSN
ISSN (Online): 2959-4758
ISSN (Print): 2959-474X
Frequency
Quarterly
Copyright ©
Year: 2024
Type: CC-BY-NC
Availability
Open Access
Website
ojs.bahiseen.com
Email
editor@bahiseen.com
Contact
+923106606263
Publisher
BAHISEEN Institute for
Research & Digital
Transformation, Islamabad

حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی مرویات کا مطالعہ

A Study of the Narrations of Hazrat Zainul Abideen Ali bin Hussain (RA)

Qari Aziz Haider
PhD Research Scholar, Govt. College University,
Faisalabad, Visiting Lecturer, IIUI, Islamabad
Email: drhaider092@gmail.com
Syed Faiz Ul Rasool Shah
PhD Research Scholar, Govt. College University, Faisalabad
Dr. Hafiz Muhammad Sajjad
Associate Professor, AIOU, Islamabad

Abstract

The first basic source of Islamic teachings is the Holy Qur'an, and its first and most important interpretation is the Hadith of the Messenger of Allah (PBUH). Accepting one of the two is the denial of others. One cannot understand the Holy Quran without the Hadith. Due to this need, scholars from the Companions of the Prophet (PBUH), may Allah bless them and grant them peace, to the followers of the nobles, from the imams to the hadith scholars, and from the jurists to this day, have rendered valuable services in the field of hadith and the science of hadith. The Tabi'in al-Azam acquired the knowledge of hadith from great personalities such as the companions of the Prophet (PBUH), may Allah bless them and grant them peace, and passed this knowledge of hadith to the community of the Tabi'in. An important person among these followers is Hazrat Ali bin Hussain, known as Imam Zain al-Abidin (may Allah be pleased with him). In this article, his introduction, position and the study of his narrative regarding the science of hadith have been presented.

Keywords: Hadith, Authority of Hadith, Sunnah, Hadith Sciences, Ali Bin Hussain

تمہید:

اسلامی تعلیمات کا پہلا بنیادی ماخذ قران کریم ہے اور اس کی اولین اور اہم تفسیر و تشریح حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ قرآن کریم اور حدیث نبوی علیہ الصلوۃ والسلام دونوں ہی منزل من اللہ ہیں اور دونوں میں سے ایک کو ماننا اور دوسرے کا انکار گویا دونوں کا انکار ہے حدیث کے بغیر قرآن کریم سمجھ نہیں آسکتا اسی ضرورت کی بناء پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر تابعین عظام اور ائمہ کرام سے لے کر محدثین تک اور فقہاء سے لے کر آج تک آنے والے اہل علم حضرات نے حدیث وعلوم حدیث کی گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ تابعین عظام نے علم حدیث صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسی عظیم شخصیات سے حاصل کیا اور علم حدیث کے اس سلسلہ کو آگے اتبع تابعین کی جماعت تک پہنچایا ان تابعین میں ایک اہم شخصیت حضرت علی بن حسین المعروف امام زین العابدین رضی اللہ عنہما کی ہے۔ اس مقالہ میں آپ کا تعارف، مقام اور علم حدیث میں آپ کی مرویات کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

احوال وآثار

نام ونسب اور تعلیم وتربیت:

حضرت علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم زین العابدین کے لقب سے معروف آپ کی نسبت خاندان نبوت کی طرف ہے، آپ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں، قرشی اور ہاشمی ہیں، ابو الحسن ان کی کنیت ہے ابو محمد اور ابو عبد اللہ بھی کہا جاتا ہے۔ جلیل القدر تابعی ہیں آپ کی عمر ۵۸ سال ہوئی ۹۴ھ میں وفات ہوئی جنت البقیع میں اپنے تایا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن ہیں۔ امام حسین کے تینوں بیٹوں کا نام علی ہے علی اکبر علی اوسط علی اصغر، علی اکبر اور علی اصغر تو کربلا میں شہید ہوئے علی اوسط یعنی امام زین العابدین میدان کربلاء میں بچ گئے تھے۔ حسینی سادات کا سلسلہ آپ ہی سے چلا، انکے شاعر فرزدق وکثیر عزہ ہیں نقش خاتم (وماتوفیقی اِلا باللہ)[1]۔

القابات:

آپ علیہ السلام اہل بیت سے چوتھے امام ہیں آپ کا نام علی کنیت ابو محمد ہے بعض نے ابو الحسن لکھی ہے اور مشہور القابات میں سے سجاد، زکی، امین، سید العابدین اور زین العابدین ہیں۔ امام مالک کہتے ہیں یہ لقب زین العابدین انکا بسبب کثرت عبادت کے ہوا۔[2]

حسن اخلاق:

آپ کے اخلاق حسنہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق عظیم کی چمک ودمک تھی یہی وجہ تھی کہ دشمن نے بھی حضرت علی بن حسین کے بلند اخلاق کا اعتراف کیا ہے اور آپ محاسن اخلاق کے تمام زاویوں اور گوشوں کو لپیٹے ہوئے تھے یعنی علم وعفو، رحم وکرم، مہمان نوازی، صبر وقناعت، ایفا وعہد، نرم گفتاری، غم خواری، تواضع وانکساری کے تمام مراتب پر امام زین العابدین فائز تھے اور آپ علیہ السلام بہت بڑے فیاض اور سخی تھے اور سخاوت میں رسالت مآب علیہ الصلوۃ اولسلام کے نمونہ تھے۔

تحصیل علم اور علمی مقام:

حصول علم کا ذوق اور اس کی اہمیت ائمہ اہل بیت اطہار کی سیرت میں واضح طور دیکھا جاسکتا ہے کہ انھوں نے اس معاملہ میں ہر ممکن ذرائع اختیار کرتے ہوئے محنت ومشقت سے علم دین کا حصول کیا اور اس کے بعد امت مسلمہ کو بھی اپنے علوم سے فیضیاب کیا حضرت علی بن حسین نے کبار صحابہ کرام سے کسب فیض کیا، آپ نے امہات المومنین میں سے حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہن، اپنے والد حضرت حسین، اپنے چچا حضرت حسن، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم اور ابو رافع، مسور بن مخرمہ، زینب بنت ابی سلمہ، سعید بن مسیب، سعید بن مرجانہ، عمرو بن عثمان بن عفان اور عبید اللہ بن ابی رافع رحمہم اللہ وغیرہ سے حدیث شریف کا علم حاصل کیا اور اپنے جد امجد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مرسل روایت کرتے ہیں۔[3]

تلامذہ:

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے بہت سارے تابعین عظام نے فیض حاصل کیا ہے، آپ سے حدیث شریف کی روایت کرنے والوں میں ان کے چار بیٹے ابو جعفر محمد، عمر بن علی بن حسین، زید بن علی بن حسین، عبد اللہ بن علی بن حسین، ان کے علاوہ ابن شہاب زہری، عمر وبن دینار، حکم بن عیینہ، زید بن اسلم، یحییٰ بن سعید، ہشام بن عروہ، ابو حازم، محمد بن فرات تمیمی، عاصم بن عبید اللہ بن عامر بن عمر بن خطاب اور یحییٰ بن سعید انصاری، محمد بن هلال المدني، مسعود بن مالک بن معبد الأسدي رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔[4]

امام زین العابدین کے شاگردوں میں سے محمد بن مسلم زہری المتوفی 124 ہجری محدثین میں بہت اہم مقام رکھتے ہیں آپ حدیث و فقہ میں امام زین العابدین کے شاگرد ہیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز اور سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ زہری سے زیادہ کوئی اچھی حدیث نہیں بیان کر سکتا تھا امام احمد فرماتے ہیں کہ حدیث میں تمام سے اچھی اسناد زہری کی ہے۔ امام نسائی نے کہا کہ زہری کی اسناد جو امام زین العابدین سے وہ اپنے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے وہ زیادہ صحیح ہے۔ حضرت علی بن مدینی کہتے ہیں کہ جو فتوی دیتے تھے وہ چار ہیں زہری، حکم، حماد، قتادہ اور زہری میرے نزدیک زیادہ فقیہ ہے۔ سب سے پہلے حدیث کی تدوین کرنے والے ابو بکر محمد بن مسلم بن شہاب زہری مدنی ہیں جنہوں نے یہ کام پہلی صدی ہجری کے آخری دور میں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے حکم سے کیا تھا خود ابن شہاب زہری کا بیان ہے کہ اس علم کو میرے مدون کرنے سے پہلے کسی نے مدون نہیں کیا تھا۔

علماء و محدثین کا آپ کو خراج تحسین

آپ کا شمار اکابر و جلیل القدر تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں۔ ہر زمانے کے علماء محدثین، فقہاء اور مشائخ نے آپ کو خراج تحسین پیش کیا ہے جن میں سے عالم اسلام کے چند علماء و محدثین کا حوالہ پیش خدمت ہے۔

1: مشہور مورخ ابن خلکان نے کہا: "وفضائل زين العابدين ومناقبه أكثر من أن تحصر" [5]

ترجمہ: امام زین العابدین کے مناقب بہت زیادہ شمار کیے جاتے ہیں۔

2: امام یحیٰ بن سعید الانصاری حضرت علی بن حسین کے متعلق فرماتے ہیں:

"عَلِيّ بْن حُسَين أَفضَلُ هاشِمِيٍّ رأَيتُه بالمَدِينَة"[6]

ترجمہ: مدینہ منورہ ہاشمیوں میں سب سے افضل میں نے حضرت علی بن حسین کو دیکھا ہے۔

3: امام زہری علی بن حسین کے متعلق فرماتے ہیں۔

"'لم أدرك من أهل البيت رجلًا كان أفضل من علي بن حسين'' [7]

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں

"ما رأيت أحدا كان أفقه من علي بن الحسين لكنه قليل الحديث وكان من أفضل أهل بيته "[8]

" میں نے کسی کو بھی زین العابدین سے زیادہ فقیہ و عالم نہیں دیکھا، لیکن ان سے بہت کم روایات نقل کی گئیں ہیں اور وہ اہل بیت میں سب سے افضل ہیں"۔

4: محدث ابو حازم حضرت علی بن حسین کے بارے میں کہتے ہیں۔

" ما رأيت هاشميا أفضل ولا افقه منه۔"[9]

ترجمہ: میں نے ہاشمیوں میں سے کسی کو علی ابن الحسین علیہ السلام سے افضل اور ان میں فقیہ ترین نہیں پایا۔

5: امام عبد اللہ بن صالح العجلی حضرت علی بن حسین کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"على بن الْحُسَيْن بن على بن أبي طَالب مدنِي تَابِعِيّ ثِقَة وَكَانَ رجلا صَالحا "'' [10]

ترجمہ: حضرت علی بن حسین ابن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم اہل مدینہ و تابعی تھے وہ ثقہ، با اعتماد اور ایک صالح انسان تھے۔

6: علامہ ابن تیمیہ حرّانی متوفی 728ھ حضرت علی بن حسین کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ فَمِنْ كِبَارِ التَّابِعِينَ وَسَادَاتِهِمْ عِلْمًا وَدِينًا، أَخَذَ عَنْ أَبِيهِ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، وَأَبِي رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، وَعَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَصَفِيَّةَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَعَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ"[11]

ترجمہ: حضرت علی ابن الحسین بزرگ تابعین اور علم و دین کے لحاظ سے انکے بزرگوں میں سے تھے۔۔۔۔ اور وہ تابعین میں سے اہل علم و دین کے لحاظ سے برگزیدہ تھے۔

7: علامہ شمس الدین ذہبی متوفی 748ھ کہتے ہیں:

" وَكَانَ لَهُ جَلاَلَةٌ عجِيْبَةٌ، وَحُقَّ لَهُ -وَاللهِ- ذَلِكَ، فَقَدْ كَانَ أَهْلاً لِلإِمَامَةِ العُظْمَى؛ لِشَرَفِهِ، وَسُؤْدَدِهِ، وَعِلْمِهِ، وَتَأَلُّهِهِ، وَكَمَالِ عَقْلِهِ "[12]

ترجمہ: علی ابن الحسین علیہ السلام عجب جلالت کے مالک ہیں اور بخدا وہ ایسی جلالت کے اہل بھی ہیں۔ آپ سے اشرف، بزرگواری، علم اور کمال عقل کی بنا پر امامت عظمیٰ کی لیاقت رکھتے ہیں۔

8: علامہ ابن حجر عسقلانی حضرت علی بن حسین کی ثقات پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"علي ابن الحسين ابن علي ابن أبي طالب الهاشمي زين العابدين [ذو الثفنات] ثقة ثبت عابد فقيه فاضل مشهور"[13]

ترجمہ: حضرت علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب ہوشمی المعروف زین العابدین ایک ثقہ، عبادت گزار، فقہی اور علمی شہرت رکھنے والی شخصیت ہیں۔

9: محقق عصر ابوزہرہ مصری اپنی کتاب "الامام الصادق" میں لکھتے ہیں

"امام علی ابن الحسین علیہ السلام شرافت و نجابت اور علم میں سب سے افضل تھے"۔[14]

اصح الاسانید اور حضرت علی بن حسین:

علم حدیث میں کسی بھی حدیث کے صحیح ہونے کے لیے دیگر شرائط کے ساتھ ساتھ اس کے رجال یعنی راویوں کا عادل اور تام الضبط ہونا بھی ضروری ہے، جس سند کے رجال میں یہ صفات جس درجہ کی ہوں گی وہ سند اس قدر صحیح کہلائے گی۔ اسی لیے محدثین کی اصطلاح میں اصح الاسانید ان سندوں کو کہا جاتا ہے جن کے رجال ان صفات میں اعلی درجے کے ہوں۔ محدثین کرام نے تتبع و تلاش کے بعد چند سندوں کو اصح الاسانید کا درجہ دیا ہے، جن کی حدیثیں اعلی درجے کی صحیح ہوتی ہیں۔ محققین محدثین لکھتے ہیں تمام سندوں سے صحیح سند امام زہری کی امام زین العابدین سے ہے۔ ان ائمہ محدثین کے چند حوالے مندرجہ ذیل ہیں۔

1: امام ابن شیبہ متوفی 235ہجری فرماتے ہیں

" أصح الأسانيد كلها: الزُّهْرِيّ عَنْ عَلِيّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَن أبيه، عن علي"[15]

ترجمہ: تمام سندوں سے صحیح سند وہ ہے جو ابن شہاب الدین زہری امام زین العابدین سے وہ اپنے والد امام حسین علیہ السلام سے وہ حضرت علی سے روایت کریں۔

2: امام ابو عبد الرحمن النسائی متوفی 303ھ اصح الاسانید کے متعلق فرماتے ہیں:

"أحسن أسانيد تروى عن رسول الله (صلى الله عليه وسلم) أربعة منها الزهري عن علي بن الحسين عن حسين بن علي عن علي بن أبي طالب عن رسول الله (صلى الله عليه وسلم) والزهري عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود عن ابن عباس عن عمر عن النبي (صلى الله عليه وسلم)" [16]

ترجمہ:سب سے بہترین اسانید جو رسول اللہ ﷺ سے روایت کی جاتی ہیں چار ہیں جن میں زہری علی بن حسین سے وہ اپنے والد گرامی حسین سے اور وہ اپنے والد گرامی علی ابن ابی طالب سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کریں اور زہری عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے اور وہ عبد اللہ ابن عباس سے وہ عمر بن الخطاب سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کریں یہ حضرات شامل ہیں آپ نے مزید دو اور بھی اسانید بھی بیان کیں۔

3: محدث ابن صلاح اپنی مشہور کتاب "مقدمہ ابن صلاح" میں لکھتے ہیں

"وَرُوِّينَا عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: " أَصَحُّ الْأَسَانِيدِ كُلِّهَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ"[17]

ترجمہ: تمام سندوں سے صحیح سند وہ ہے جو ابن شہاب الدین زہری امام زین العابدین سے وہ اپنے والد امام حسین علیہ السلام سے وہ حضرت علی سے روایت کریں۔

4: حافظ عماالدین ابن کثیر اصح الاسانید علی بن حسین کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"وَقَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ: أَحْسَنُ النَّاسِ حَدِيثًا وَأَجْوَدُهُمْ إِسْنَادًا الزُّهْرِيُّ، وَقَالَ النَّسَائِيُّ: أَحْسَنُ الْأَسَانِيدِ الزُّهري عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَلِيٍّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلَّم)"[18]

ترجمہ: اور امام احمد فرماتے ہیں کہ تمام سندوں سے اچھی اور عمدہ سند زہری کی ہے اور نسائی کہتے ہیں کہ تمام سندوں سے اچھی سند وہ ہے جو زہری امام زین العابدین سے وہ اپنے والد وہ اپنے دادا علی وہ رسول اللہ سے روایت کریں۔

5: علامہ ابن حجر عسقلانی حضرت علی بن حسین کی مرویات کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

" عن أبي بكر بن أبي شيبة قال أصح الأسانيد كلها الزهري عن علي بن الحسين عن أبيه عن علي"[19]

ترجمہ: امام ابن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ امام زہری امام علی بن حسین سے اور وہ اپنے والد گرامی امام حسین سے اور وہ اپنے والد گرامی حضرت علی ابن ابی طالب سے روایت کریں وہ اصح الاسانید احادیث میں اس کا شمار ہوتا ہے۔

6: امام جلال الدین سیوطی اصح الاسانید کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"وَقِيلَ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ."[20]

ترجمہ: اصح الاسانید احادیث میں جو حدیث شہاب زہری، علی بن حسین سے روایت کریں اور وہ اپنے والد گرامی حسین سے اور وہ اپنے والد علی ابن ابی طالب سے روایت کریں۔

7: ملا علی قاری الھروی اصح الاسانید علی بن حسین کے بارے میں لکھتے ہیں۔

" أصح الْأَسَانِيد كلهَا: [مَالك] عَن نَافِع، عَن ابْن عمر، وَعَن أبي بكر بن أبي شيبَة، عَن الزُّهْرِيّ، عَن عَليّ بن الْحُسَيْن، عَن أَبِيه، عَن عَليّ رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ."[21]

ترجمہ: تمام سندوں سے صحیح سند وہ ہے جو ابن شہاب الدین زہری امام زین العابدین سے وہ اپنے والد امام حسین علیہ السلام سے وہ حضرت علی سے روایت کریں۔

8: امام نووی لکھتے ہیں کہ علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب مشہور تابعی ہیں، آپ عبادت گزاروں کی زینت (زین العابدین) سے معروف ہیں۔ علم و عمل ہر میدان میں آپ کی جلالت پر سب کا اتفاق ہے۔یحیٰی انصاری کہتے ہیں کہ مدینہ میں سب سے افضل ہاشمی آپ تھے۔ امام زہری کے مطابق مدینہ بھر میں آپ سے افضل کوئی نہیں تھا۔ امام بخاری کے استاد ابنِ ابی شیبہ نے زہری کی امام زین العابدین سے مروی احادیث کو اصح الاسانید کہاہے۔ آپ کی وفات کے وقت معلوم ہوا کہ آپ مدینہ کے سو گھرانوں کی مخفی انداز سے کفالت فرمایا کرتے تھے۔[22]

9: عصر حاضر کے عظیم محقق قاضی عبد الصمد صارم اپنی کتاب تاریخ حدیث میں اصح الاسانید کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"امام زین العابدین کی روایت جو امام حسین یا حضرت علی سے ہو اصح الاسانید کہلاتی ہے"۔[23]

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے مروی روایات

حضرت علی بن حسین المعروف زین العابدین کی روایات کثیر ہیں علامہ ابن تیمیہ امام محمد بن سعد کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ثُمَّ قَالَ ابْنُ سَعْدٍ " قَالُوا: وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ ثِقَةً مَأْمُونًا كَثِيرَ الْحَدِيثِ عَالِيًا رَفِيعًا." [24]

ترجمہ: علی بن حسین ثقہ، امین (محفوظ) کثیر الحدیث عالی مرتبت اور پرہیز گار تھے۔

حضرت امام علی بن حسین المعروف زین العابدین کی صحاح ستہ اور باقی کتب احادیث میں متعدد روایات موجود ہیں علامہ ذہبی اپنی کتاب "سیر أعلام النبلاء" میں صحیحین کے متعلق لکھتے ہیں۔

"وَحَدَّثَ أَيْضاً عَنْ: جَدِّهِ مُرْسَلاً، وَعَنْ: صَفِيَّةَ أُمِّ المُؤْمِنِيْنَ، وَذَلِكَ فِي (الصَّحِيْحَيْنِ) ، وَعَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةَ، وَرِوَايَتُهُ عَنْهَا فِي (مُسْلِمٍ)"[25]

ترجمہ: حضرت علی بن حسین نے اپنے نانا مکرم رسول اللہ ﷺ سے مرسل روایت نقل کی ہیں اور ام المؤمنین سیدہ صفیہ سے بخاری و مسلم میں ان کی روایات موجود ہیں اور حضرات ابو ہریرہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مسلم میں بھی ان کی روایات موجود ہیں۔

صحاح ستہ میں روایات

حضرت سید علی بن حسین کی صحاح ستہ میں کثیر مرویات وارد ہوئی ہیں۔ ان روایات میں تکرار بھی شامل ہے۔ آپ کی مرویات میں سے چند امثلہ درج ذیل ہیں۔

1: فروغ حدیث اور جذبہ عمل

امام زین العابدین نے علم حدیث کی اشاعت اپنے اقوال وافعال کے ذریعہ فرمائی اور محدثین کی ایک ایسی جماعت تیار کی جو آسمان علم کے درخشندہ ستارے ہیں۔ آپ نے اپنے جد امجد رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی عملی تصویر تھے۔ اتباع رسول ﷺ کی بہت ساری مثالیں آپ کی حیات مبارکہ میں موجود ہیں۔ حدیث سے محبت کا یہ عالم تھا کہ جیسے ہی کوئی حدیث آپ تک پہنچتی، عمل کرنے میں تاخیر ہر گز نہ کرتے۔ اس کی مثال حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ملتی ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: " **أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا اسْتَنْقَذَ اللَّهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ" قَالَ سَعِيدُ بْنُ مَرْجَانَةَ: فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، فَعَمَدَ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِلَى عَبْدٍ لَهُ قَدْ أَعْطَاهُ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَشَرَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ أَوْ أَلْفَ دِينَارٍ، فَأَعْتَقَهُ.** "[26]

ترجمہ: جو شخص مسلمان غلام کو آزاد کریگا اس کے ہر عضو کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد فرمائے گا۔ "سعید بن مرجانہ کہتے ہیں میں نے یہ حدیث علی بن حسین (امام زین العابدین) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سنائی اونھوں نے اپنا ایک ایسا غلام آزاد کیا جس کی قیمت عبد اللہ بن جعفر دس ۱۰ ہزار دیتے تھے۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت علی بن حسینؓ نے مذکورہ بالا حدیث سن کر اس پر فوراً عمل کر دکھایا اور اپنا ایک قیمتی غلام مطرف آزاد کر دیا حضرت علی بن حسین نے دولت کی طرف نہ دیکھا بلکہ ایک عظیم نیکی کی طرف دیکھا اور رضائے الٰہی کو مقصد زندگی سمجھا۔ ایسے ہی لوگ اہل اللہ، اولیاء اللہ اور عباد الرحمن کے مصداق ہیں۔ نیز اس سے ان کے جذبۂ اتباع کی ایک جھلک بھی سامنے آتی ہے کہ

حدیث رسول سن کر انہوں نے فوراً اس پر عمل کیا۔ آپ نہ صرف خود علم حدیث کے فروغ واشاعت کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے بلکہ اپنے رفقاء، محبین اور تلامذہ کو بھی اس بابرکت عمل کی تلقین کرتے رہے۔

2: مسئلہ اعتکاف

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی تربیت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کی۔ آپ نے اپنے والد گرامی سے بھرپور فیض اٹھایا اور علم حدیث کے کو فروغ دیا۔ آپ نے اپنے نانا جان محمد مصطفی ﷺ کی احادیث کو مختلف طرق سے بیان کیا اور متعدد معاشرتی مسائل اور موضوعات پر مرویات بیان کی ہیں ان میں ایک اعتکاف کے موضوع پر مندرجہ ذیل حدیث شامل ہے۔

"حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:" أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُورُهُ فِي اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً، ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا يَقْلِبُهَا، حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ، عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ رَجُلَانِ مِنْ الْأَنْصَارِ، فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَى رِسْلِكُمَا، إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ، فَقَالَا: سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا[27]."

ترجمہ: ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے امام زین العابدین علی بن حسین نے خبر دی، اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیوی صفیہ رضی اللہ عنہانے خبر دی کہ وہ رمضان کے آخری عشرہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے مسجد میں آئیں تھوڑی دیر تک باتیں کیں پھر واپس ہونے کے لیے کھڑی ہوئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں پہنچانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ جب وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے سے قریب والے مسجد کے دروازے پر پہنچیں، تو دو انصاری آدمی ادھر سے گزرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی سوچ کی ضرورت نہیں، یہ تو (میری بیوی) صفیہ بنت حیی (رضی اللہ عنہا) ہیں۔ ان دونوں صحابیوں نے عرض کیا، سبحان اللہ! یارسول اللہ! ان پر آپ کا جملہ بڑا شاق گزرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان خون کی طرح انسان کے بدن میں دوڑتا رہتا ہے۔ مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں وہ کوئی بدگمانی نہ ڈال دے۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ معتکف ضروری کام کے لیے مقام اعتکاف سے باہر نکل سکتا ہے۔ آپ ﷺ ام المؤمنین سیدہ صفیہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ اس لیے نکلے کہ وہ اکیلی رہ گئی تھیں۔ اور مسجد میں قیام کے دوران اپنی کوئی دنیاوی ضرورت پوری کرنا اعتکاف کے منافی نہیں۔ معتکف اپنی کسی ضرورت کے پیش نظر مسجد کے دروازے تک آسکتا ہے اور مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ تقرب الٰہی کی نیت سے مخصوص ایام میں مسجد کے اندر قیام کرنا اس بات کے منافی نہیں کہ معتکف اس دوران مسجد میں اپنی کوئی دنیاوی ضرورت نہیں پوری کر سکتا۔ ایسا کرنا جائز ہے اور یہ اعتکاف کے منافی نہیں۔ حضرت علی بن حسین نے اس روایت کو بیان کیا جس کا مقصد یہ ہے کہ آپ نے معاشرے کے متعدد مسائل کے متعلق بھی احادیث مختلف موقعوں پر بیان کی ہیں اور اس وقت اہل مدینہ آپ سے یہ مسائل پوچھا کرتے تھے تو آپ قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے ان کے مسائل کے جوابات دیا کرتے تھے۔

3: مسائل حج: حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو قرآن وسنت کے علوم ورثہ میں ملے ہوئے تھے آپ کی ساری زندگی ان علوم کے فروغ و نشریات میں گزری لوگ آکر آپ سے معاملات زندگی اور اسلامی تعلیمات کے متعلق پوچھا کرتے آپ ان کے مسائل کے جوابات قرآن وسنت نبویہ سے دیا کرتے تھے جیسا کہ آپ مندرجہ ذیل حدیث میں حج کے دوران قربانی اور احرام کھولنے کے متعلق مسئلہ بیان کر رہے ہیں۔

"عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ ، عَنْ ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ أَوْ خَمْسٍ، فَدَخَلَ عَلَيَّ وَهُوَ غَضْبَانُ، فَقُلْتُ: مَنْ أَغْضَبَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْخَلَهُ اللَّهُ النَّارَ؟، قَالَ: " أَوَمَا شَعَرْتِ أَنِّي أَمَرْتُ النَّاسَ بِأَمْرٍ، فَإِذَا هُمْ يَتَرَدَّدُونَ "، قَالَ الْحَكَمُ: كَأَنَّهُمْ يَتَرَدَّدُونَ، أَحْسِبُ، " وَلَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ، مَا سُقْتُ الْهَدْيَ مَعِي حَتَّى أَشْتَرِيَهُ، ثُمَّ أَحِلُّ كَمَا حَلُّوا"[28]

ترجمہ: علی بن حسین (زین العابدین) ذاکون مولیٰ عائشہ رضی اللہ عنہا سے انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، انھوں نے فرمایا: ذوالحجہ کے چار یا پانچ دن گزر چکے تھے کہ آپ میرے پاس) خیمے میں تشریف لائے، آپ غصے کی حالت میں تھے، میں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ کو کس نے غصہ دلایا؟ اللہ اسے آگ میں داخل کرے۔ آپ نے جواب دیا: "کیا تم نہیں جانتیں! میں نے لوگوں کو ایک حکم دیا) کہ جو قربانی ساتھ نہیں لائے، وہ عمرے کے بعد احرام کھول دیں۔

4: روزہ کے دوران بیوی کا بوسہ لینا

حضرت علی بن حسین نے جہاں نماز، حج اور باقی معاشرتی مسائل کے متعلق روایات بیان کی ہیں وہاں روزے کے مسائل پر بھی احادیث نبویہ کی روایات بیان کی ہیں ان میں ایک حدیث مندرجہ ذیل ہے۔

"وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ"[29]

ترجمہ: محمد بن بشار، عبد الرحمٰن، سفیان، ابی زناد، علی بن حسین، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ مطہرہ کا روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

مذکورہ بالا روایت میں حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے روزہ کی حالت میں اپنی زوجہ مطہرہ سے بوسہ لینے کے بارے میں روایت بیان کی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کی حالت میں عورت کا بوسہ لیا جاسکتا ہے۔

5: حضرت سیدہ فاطمہ پر حضرت علی کا سوکن لانا رسول اللہ ﷺ کا منع کرنا

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ جہاں معاشرتی مسائل اور متعدد فقہی مسائل کے متعلق احادیث روایات کرتے ہیں وہاں اپنی دادی صاحبہ سیدہ کائنات فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی سیرت و فضیلت کے متعلق بھی احادیث روایت کرتے ہیں اور ان پاکیزہ اور مطاہر ہستیوں کا ذکر سب سے بہترین ان کی اولاد امجاد ہی کر سکتی ہیں ان میں ایک مندرجہ ذیل حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی موجودگی میں دوسرے نکاح کا ذکر کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَسَمِعَتْ بِذَلِكَ فَاطِمَةُ فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ , وَهَذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ، يَقُولُ:" أَمَّا بَعْدُ أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ فَحَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي، وَإِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي وَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسُوءَهَا وَاللَّهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ" , فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ , وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مِسْوَرٍ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ، قَالَ:" حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي[30]."

ترجمہ: ہم سے ابو لیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے علی بن حسین نے بیان کیا اور ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی لڑکی کو)جو مسلمان تھیں (پیغام نکاح دیا، اس کی اطلاع جب فاطمہ رضی

اللہ عنہا کو ہوئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ آپ کی قوم کا خیال ہے کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کی خاطر)جب انہیں کوئی تکلیف دے (کسی پر غصہ نہیں آتا۔ اب دیکھئیے یہ علی ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو خطاب فرمایا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ پڑھتے سنا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امابعد: میں نے ابو العاص بن ربیع سے)زینب رضی اللہ عنہا کی، آپ کی سب سے بڑی صاحبزادی (شادی کرائی تو انہوں نے جو بات بھی کہی اس میں وہ سچے اترے اور بلاشبہ فاطمہ بھی میرے)جسم کا (ایک ٹکڑا ہے اور مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی بھی اسے تکلیف دے۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ کی بیٹی اور اللہ تعالیٰ کے ایک دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس جمع نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ نے اس شادی کا ارادہ ترک کر دیا۔ محمد بن عمرو بن حلحلہ نے ابن شہاب سے یہ اضافہ کیا ہے، انہوں نے علی بن حسین سے اور انہوں نے مسور رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے بنی عبد شمس کے اپنے ایک داماد کا ذکر کیا اور حقوق دامادی کی ادائیگی کی تعریف فرمائی۔ پھر فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے جو بات بھی کہی سچی کہی اور جو وعدہ بھی کیا پورا کر دکھایا۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کوئی بھی مسلمان ایک وقت میں چار عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے بہ شرط یہ کہ ان کے ساتھ عدل سے پیش آئے، یہی قرآنی تعلیمات ہیں۔ مذکورہ بالا حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس وقت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کی موجودگی میں دوسرے نکاح کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ناراضی کا اظہار کیا اور فرمایا: جب تک میری بیٹی فاطمہ علی کے نکاح میں ہے حضرت علی دوسرا نکاح نہیں کر سکتے کیونکہ ان پر سوکن لانا ان کی ناراضی کا سبب ہو گا۔ اسی لیے جب تک حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنھا حیات رہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ ان کے وصال کے بعد ہی آپ نے نکاح فرمائے۔ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا حدیث کو روایت کیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ باقی معاملات کے ساتھ اپنی دادی صاحبہ سیدہ کائنات فاطمہ الزہراء اور باقی اہل بیت اطہار کے مناقب کی روایات بھی بیان کرتے تھے۔

6: حج کے دوران مکہ مکرمہ میں قیام رسول ﷺ

حضرت علی بن حسین نے نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کے واقعات بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ کے حج کے دوران قیام کے متعلق مندرجہ ذیل روایت بیان کی ہے۔

حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ، جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ ، قَالَ ابْنُ مِهْرَانَ: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا؟ وَذَلِكَ فِي حَجَّتِهِ حِينَ دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ فقَالَ: " وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلًا[31]."

ترجمہ: معمر نے زہری سے انھوں نے علی بن حسین سے انھوں نے عمرو بن عثمان سے اور انھوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کی،)انھوں نے کہا (میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ کل کہاں قیام کریں گے؟ یہ بات آپ کے حج کے دوران میں ہوئی جب ہم مکہ کے قریب پہنچ چکے تھے تو آپ نے فرمایا: "کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا ہے"!

مذکورہ بالا حدیث کے موضوع کے متعلق صحیح بخاری میں بھی اور مرویات کے ساتھ احادیث موجود ہیں اس حدیث میں حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے دوران حج رسول اللہ ﷺ کے مکہ مکرمہ میں قیام کے متعلق روایت بیان کی ہے۔

7: نماز میں تکبیر کے الفاظ

نماز میں تکبیرات کے متعلق حضرت علی بن حسین مندرجہ ذیل روایت بیان کرتے ہیں۔

عَنْ الزُّهْرِيّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَأَبُو سَلَمَةَ، أن أبا هريرة كان" يُكَبِّرُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ وَغَيْرِهَا، يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ يَقُولُ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الْجُلُوسِ فِي اثْنَتَيْنِ، فَيَفْعَلُ ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ حَتَّى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يَقُولُ حِينَ يَنْصَرِفُ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَقْرَبُكُمْ شَبَهًا بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنْ كَانَتْ هَذِهِ لَصَلَاتُهُ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا". قَالَ أَبُو دَاوُد: هَذَا الْكَلَامُ الْأَخِيرُ يَجْعَلُهُ مَالِكٌ، وَالزُّبَيْدِيُّ، وَغَيْرِهِمَا. عَنْ الزُّهْرِيِّ،عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، وَوَافَقَ عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ شُعَيْبَ بْنَ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ [32].

ترجمہ: زہری کہتے ہیں: مجھے ابو بکر بن عبد الرحمٰن اور ابو سلمہ نے خبر دی ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرض ہو یا نفل ہر نماز میں تکبیر کہتے تھے خواہ فرض ہو یا نفل، نماز کے لیے کھڑے ہوتے وقت تکبیر » اللہ اکبر) « تکبیر تحریمہ (کہتے، پھر رکوع کرتے وقت تکبیر » اللہ اکبر « کہتے، پھر » سمع اللہ لمن حمدہ « کہتے، اس کے بعد سجدہ کرنے سے پہلے » ربناولک الحمد « کہتے، پھر جب سجدے میں جانے لگتے تو » اللہ اکبر « کہتے، پھر جب سجدے سے سر اٹھاتے تو » اللہ اکبر « کہتے، پھر جب)دوسرے (سجدے میں جاتے تو » اللہ اکبر « کہتے، جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو » اللہ اکبر « کہتے، پھر جب دو رکعت پڑھ کر اٹھتے تو » اللہ اکبر « کہتے، ایسے ہی ہر رکعت میں نماز سے فارغ ہونے تک) تکبیر (کہتے ا، پھر جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو کہتے: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تم میں سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے، اسی طرح آپ کی نماز تھی یہاں تک کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ابوداؤد کہتے ہیں: اس کے آخری ٹکڑے یعنی » اِن کانت ھذہ لصلاتہ حتی فارق الدنیا « کو مالک اور زبیدی وغیرہ زہری کے واسطہ سے علی بن حسین سے مرسلاً نقل کرتے ہیں اور عبد الاعلی نے بواسطہ معمر زہری کے دونوں شیوخ ابو بکر بن عبد الرحمٰن اور ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن کے ذکر کرنے میں شعیب بن ابی حمزہ کی موافقت کی ہے ۔

مذکورہ بالا حدیث حضرت علی بن حسین سے مرسل روایت ہے

حدیث مرسل کی تعریف:

علامہ طاہر بن صالح الدمشقی کہتے ہیں:

" أَن الحَدِيث الْمُرْسل هُوَ الَّذِي يرويهِ الْمُحدث بأسانيد مُتَّصِلَة إِلَى التَّابِعِيّ فَيَقُول التَّابِعِيّ قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم"[33]

"ایسی حدیث جسے راوی نے متصل اسانید کے ساتھ تابعی تک روایت کیا ہو، حدیث مرسل کہلاتی ہے۔ یعنی تابعی کہتا ہے کہ ﷺ نے فرمایا(اور وہ صحابی کا نام نہیں لیتے)"حضرت علی بن حسین نے جس طرح باقی عبادات روزہ، زکوۃ اور حج کے مسائل بیان کیے وہاں عبادات میں ایک اہم رکن نماز کے بھی مسائل کو بیان کرتے ہوئے اپنے نانا مکرم امام الانبیاء ﷺ کی احادیث بیان کی ہیں جس طرح مذکورہ بالا حدیث میں نماز میں تکبیرات کے متعلق روایت بیان کی ہے۔

9: درود شریف اور ذکر مصطفی کریم ﷺ

خاتم النبیین محمد مصطفی ﷺ کی بارگاہ اقدس میں درود و سلام پیش کرنا بے شمار رحمتوں اور برکات کا موجب ہے درود شریف کے فضائل وبرکات کے متعلق بہت ساری احادیث ورود میں آئیں ہیں حضرت علی بن حسین نے اپنے والد گرامی حضرت امام حسین سے درود شریف کی فضیلت میں مندرجہ ذیل حدیث روایت فرمائی ہے۔

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ ". قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ[34].

ترجمہ: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور پھر بھی وہ مجھ پر صلاۃ)درود (نہ بھیجے"۔امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے

مذکورہ حدیث میں درود شریف کی فضیلت کا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو بخیل کہا ہے کہ جس کے سامنے آپ ﷺ کا نام اقدس جب لیا جائے لیکن سننے والا آپ ﷺ پر درود وسلام نہ پڑھے۔ مومن کی یہ علامت ہے کہ جب بھی اس کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا جاتا ہے، وہ خوشی سے آپ ﷺ کا ذکر پاک سنتا بھی ہے اور درود وسلام بھی اسی وقت پیش کرتا ہے۔ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو اپنے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے، انھوں نے اپنے والد گرامی حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سنا، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس حدیث کو روایت کیا۔ اس کا مطلب یہ حدیث بھی" سلسلۃ الذھب" یعنی" اصح الاسانید" کی ایک کڑی ہے۔

10: کسی کی پیدائش یا موت پر ستارہ کا ٹوٹنا

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ عبادات ومعاملات اور معاشرتی مسائل کے علاوہ بھی امت مسلمہ کی راہنمائی کے لیے مختلف مواقع پر احادیث نبویہ کی روشنی میں ان کی تربیت فرمایا کرتے تھے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث میں ایک مسئلہ پر نشاندہی فرماتے ہیں۔

"حدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الجَهْضَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ رُمِيَ بِنَجْمٍ فَاسْتَنَارَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ لِمِثْلِ هَذَا فِي الجَاهِلِيَّةِ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ»؟ قَالُوا: كُنَّا نَقُولُ: يَمُوتُ عَظِيمٌ أَوْ يُولَدُ عَظِيمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " فَإِنَّهُ لَا يُرْمَى بِهِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّ رَبَّنَا عَزَّ وَجَلَّ إِذَا قَضَى أَمْرًا سَبَّحَ لَهُ حَمَلَةُ العَرْشِ ثُمَّ سَبَّحَ أَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ التَّسْبِيحُ إِلَى هَذِهِ السَّمَاءِ، ثُمَّ سَأَلَ أَهْلُ السَّمَاءِ السَّادِسَةِ أَهْلَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالَ: فَيُخْبِرُونَهُمْ ثُمَّ يَسْتَخْبِرُ أَهْلُ كُلِّ سَمَاءٍ حَتَّى يَبْلُغَ الخَبَرُ أَهْلَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَتَخْتَطِفُ الشَّيَاطِينُ السَّمْعَ فَيَرْمُونَ فَيَقْذِفُونَهُ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ فَمَا جَاءُوا بِهِ عَلَى وَجْهِهِ فَهُوَ حَقٌّ، وَلَكِنَّهُمْ يُحَرِّفُونَهُ وَيَزِيدُونَ ": «هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ» وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الحَدِيثُ [ص:363] عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الحُسَيْنِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رِجَالٍ مِنَ الأَنْصَارِ قَالُوا: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيّ"[35].

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ یکایک ایک تارہ ٹوٹا جس سے روشنی پھیل گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا: "زمانہ جاہلیت میں جب تم لوگ ایسی کوئی چیز دیکھتے تو کیا کہتے تھے؟" انہوں نے کہا: ہم کہتے تھے کوئی بڑا آدمی مرے گا یا کوئی بڑی شخصیت جنم لے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ کسی کے مرنے کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا، بلکہ اللہ بزرگ وبرتر جب کسی امر کا فیصلہ کرتا ہے تو عرش کو اٹھانے والے فرشتے تسبیح وتہلیل کرتے ہیں، پھر ان سے قریبی آسمان کے فرشتے تسبیح کرتے ہیں، پھر ان سے قریبی، اس طرح تسبیح کا یہ غلغلہ ہمارے اس آسمان تک آ پہنچتا ہے، چھٹے آسمان والے فرشتے ساتویں آسمان والے فرشتوں سے پوچھتے ہیں: تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ (کیا حکم صادر فرمایا ہے؟) تو وہ انہیں بتاتے ہیں، پھر اسی طرح ہر نیچے آسمان والے اوپر کے آسمان والوں سے پوچھتے ہیں، اس طرح بات دنیا سے قریبی آسمان والوں تک آ پہنچتی ہے۔ اور کی جانے والی بات چیت کو

شیاطین اچک لیتے ہیں۔ (جب وہ اچکنے کی کوشش کرتے ہیں تو سننے سے باز رکھنے کے لیے تارہ پھینک کر) انہیں مارا جاتا ہے اور وہ اسے (اچکی ہوئی بات کو) اپنے یاروں (کاہنوں) کی طرف پھینک دیتے ہیں تو وہ جیسی ہے اگر ویسی ہی اسے پہنچاتے ہیں تو وہ حق ہوتی ہے، مگر لوگ اسے بدل دیتے اور گھٹابڑھا دیتے ہیں"۔

امام ترمذی کہتے ہیں:

یہ حدیث حسن صحیح ہے یہ حدیث زہری سے بطریق: «علي بن الحسين عن ابن عباس عن رجال من الأنصار» مروی ہے کہتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، آگے انہوں نے اسی کی ہم معنی حدیث بیان کی۔

مذکورہ بالا حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کسی کی موت پر آسمانی ستارہ کبھی نہیں ٹوٹا کرتا، بلکہ ستارہ ٹوٹنے کی آواز کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مختلف آسمانی فرشتوں کی آواز ہوتی ہے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے بھی اس مذکورہ بالا روایت کو بیان کر کے اس وقت کے معاشرے میں پھیلی ہوئی باتوں کی نفی کی کہ کسی کی موت یا پیدائش یا موت پر کائنات میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔

11: پکائی ہو اشیاء کھانا اور وضوء کا مسئلہ

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ، قَالَتْ:" أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَتِفِ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهُ، وَصَلَّى، وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً[36]."

ترجمہ: سیدہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بکری کی) پکی ہوئی (دست پیش کی گئی، آپ نے اس میں سے کھایا، پھر نماز پڑھی، اور پانی کو ہاتھ نہیں لگایا۔

علامہ البانی و دیگر محدثین نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے حضرت علی بن حسین اپنے اجداد کے علاوہ ازواج مطہرات سے بھی روایات نقل فرماتے ہیں۔ ان میں ایک مذکورہ حدیث حضرت ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ سلام اللہ علیہا سے ہے۔ جس میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پکی ہوئی اشیاء کھانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا اور یہ حدیث دلیل بھی ہے کہ آگ پر پکی چیز کھانے کے بعد وضو کا حکم منسوخ ہو چکا ہے لٰہذا آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ آپ نے نماز، روزہ، حج کے مسائل کے ساتھ وضو کے مسائل بتاتے ہوئے بھی احادیث نبویہ سے استشہاد کیا ہے۔

سنن نسائی میں اس مضمون کی مندرجہ ذیل روایت ہے:

"عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" أَكَلَ كَتِفًا، فَجَاءَهُ بِلَالٌ، فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً"۔[37]

ترجمہ: حضرت سیدہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) بکری کی (دستی کھائی، پھر آپ کے پاس بلال رضی اللہ عنہ آئے، تو آپ نماز کے لیے نکلے اور پانی کو ہاتھ نہیں لگایا۔

صحیح ابن خزیمۃ میں یہی روایت تھوڑے مختلف الفاظ کے ساتھ آئی ہے

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ ، عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَكَلَ كَتِفًا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً"۔[38]

ترجمہ: سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شانہ کھایا، پھر نماز پڑھی اور پانی کو ہاتھ نہیں لگایا)یعنی نہ ہاتھ دھوئے نہ کلّی وغیرہ کی(

12: حسن اخلاق

حضرت علی بن حسین کو حسن اخلاق ورثہ میں ملا تھا جناب حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اپنے نانا جان کے سیرت وصورت میں مشابہ تھے اس لیے آپ رضی اللہ عنہ بھی حسن اخلاق کا پیکر تھے کہ دشمن بھی آپ کے حسن اخلاق کی مثالیں دیا کرتے تھے آپ نے حسن اخلاق کی بہت ساری روایات بیان کی ہیں ان میں ایک روایت مندرجہ ذیل ہے۔

أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلى الله عَلَيه وَسَلم قَالَ: مِنْ حُسْنِ إِسْلاَمِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لا يَعْنِيهِ.[39]

ترجمہ: شہاب زہری علی بن حسین سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :کسی شخص کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی اور فضول باتوں کو چھوڑ دے۔

امام ترمذیؒ نے بھی اس حدیث کو امام زہریؒ سے ابو سلمہؒ اور انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔[40]

حاصل از بحث کہ حضرت علی بن حسین کی ساری زندگی اپنے نانا مکرم خاتم النبیین ﷺ کی سیرت طیبہ کے مطابق گزری اور اپنے جد امجد حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم اور اپنے بابا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت کے مطابق حسن اخلاق کے مالک تھے اور نہ صرف خود حسن اخلاق کے پیکر تھے بلکہ دوسروں کے لیے بھی اخلاق حسنہ کی بہترین مثال تھے۔

13: علم مغازی (وہ علم جس میں غزوات کے بارے میں معلومات ہو)

حضرت علی بن حسین کو دیگر علوم کی طرح علم مغازی بھی اپنے والد گرامی امام حسین اور تایا جان امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہما سے ورثہ میں ملا۔ واقعہ کربلا آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے اور اپنے جد امجد شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شجاعت و بہادری کے واقعات اسلامی غزوات کی صورت میں آپ کے ورثہ میں شامل تھے۔ علم مغازی بابت ایک روایت نقل کرتے ہیں۔

" كَمَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْوَاقِدِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ يَقُولُ: كُنَّا نُعَلَّمُ مَغَازِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا نُعَلَّمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ"[41]

ترجمہ: یعنی علی بن حسین فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے مغازی کا علم اس طرح حاصل کرتے جس طرح قرآن مجید کی سورتیں سیکھا کرتے تھے۔

مندرج حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اولاد رسول ﷺ میں باقی علوم کی طرح علم مغازی بھی وراثت کے طور پر شامل تھے اور وہ علم مغازی کو سیکھنے کے ساتھ اس پر عمل بھی کیا کرتے تھے اسی لیے اہل بیت اطہار کے بہادری و شجاعت کے قصے امت اسلامیہ میں معروف ہیں۔

نتائج بحث

مندرجہ بالا بحث سے درج ذیل نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

1: رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس سے فیض یافتہ اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام نے دین اسلام کے فروغ و نشریات میں اہم کردار ادا کرتے ہوئے اپنی اولادوں اور تلامذہ کے ذریعہ مشن رسالت مآب ﷺ کو فروغ دیا۔ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی اولاد خاص طور پر جناب حسنین کریمین رضی اللہ عنہما میں علوم کو منتقل فرمایا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان علوم کو اپنی اولاد امجاد اور تلامذہ تک منتقل کیا۔

2: امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی زین العابدین نے ہی ان کے مشن، دینی خدمات اور خاص طور پر علم حدیث کو آگے نسل تک پہنچایا۔

3: حضرت علی بن حسین نے علمی اور عملی طور پر علم حدیث کے فروغ میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں ہیں۔

4 : آپ نے علم حدیث کی تدوین اور فروغ ونشریات میں اپنے تلامذہ کے زریعہ اہم کردار ادا کیا۔

5 : آپ کی بعض مرویات اصح الاسانید کے درجہ پر ہیں۔

6 : آپ سے تابعین اور اتبع تابعین کی ایک بڑی تعداد علم حدیث سے مستفید ہوئی ہے۔

7 : آپ نے علوم نبوت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور آل نبی علیہم السلام کے علوم کو علم حدیث کے طور پر امت مسلمہ تک پہنچایا ہے۔

8: کتب صحاح ستہ کے علاوہ بھی متعدد محدثین نے آپ کی مرویات کو اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔

9: آپ نے علم عقائد، عبادات، معاملات اور متعدد موضوعات کے متعلق مرویات نقل فرمائی ہیں۔

حوالہ جات

[1] . المزی،یوسف بن عبد الرحمن بن یوسف، أبو الحجاج، جمال الدين ابن الزكي أبي محمد القضاعي الكلبي المزي (المتوفى: 742هـ)، تهذيب الكمال في أسماء الرجال،،المحقق: د. بشار عواد معروف،الناشر: مؤسسة الرسالة – بيروت،الطبعة: الأولى، 1400 – 1980،عدد الأجزاء: 35،ج20،ص:382

[2] ۔ قنوجی، مولانا نواب صدیق حسن خان قنوجی ،تشریف البشر بذکر الائمه الاثنی عشر ، مجلس تحفظ ناموس اہل بیت بیت التوحید کامرہ کلاں ،اٹک ،اشاعت 2014،ص56

[3] ۔ العسقلانی،أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ)، تهذيب التهذيب،،الناشر: مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند،الطبعة: الطبعة الأولى، 1326هـ،عدد الأجزاء: 12،ج7،ص:304

[4] ۔ المزی،یوسف بن عبد الرحمن بن یوسف، ، تهذيب الكمال في أسماء الرجال، ج20،ص382)

[5] ۔ ابن خلکان،أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر ابن خلكان البرمكي الإربلي (المتوفى: 681هـ)، وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان،المحقق: إحسان عباس ،الناشر: دار صادر – بيروت،الطبعة:،الجزء: 1 - الطبعة: 0، 1900،ج3،ص269

[6] ۔ البخاری،محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله (المتوفى: 256هـ)، التاريخ الكبير،الطبعة: دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد – الدكن،طبع تحت مراقبة: محمد عبد المعيد خان،عدد الأجزاء: 8،صحح هذه النسخة الإلكترونية ووضع حواشيها: الشيخ محمود محمد خليل،[ترقيم الكتاب موافق للمطبوع، وهو ضمن خدمة التراجم]،ج6،ص:266

[7] ۔ المزی،یوسف بن عبد الرحمن بن یوسف،تهذيب الكمال في أسماء الرجال،ج20،ص:382

[8] ۔ الذہبی، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748هـ)، تذكرة الحفاظ،الناشر: دار الكتب العلمية بيروت-لبنان،الطبعة: الأولى، 1419هـ،عدد الأجزاء: 4، ج1،ص 60

[9] ۔ایضا:ج1،ص:59

[10] ۔ العجلی،أبو الحسن أحمد بن عبد الله بن صالح العجلى الكوفى (المتوفى: 261هـ)، معرفة الثقات من رجال أهل العلم والحديث ومن الضعفاء وذكر مذاهبهم وأخبارهم،المحقق: عبد العليم عبد العظيم البستوي،الناشر: مكتبة الدار - المدينة المنورة – السعودية،الطبعة: الأولى، 1405 – 1985،[ترقيم الكتاب موافق للمطبوع]،ج2،ص:153

[11] ۔ ابن تیمیة، ، تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية الحراني الحنبلي الدمشقي (المتوفى: 728هـ)، منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية ،المحقق: محمد رشاد سالم،الناشر: جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية،الطبعة: الأولى، 1406 هـ - 1986 م،، ج 4،ص: 48

[12] الذہبی، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى : 748هـ)، سير أعلام النبلاء،،المحقق : مجموعة من المحققين بإشراف الشيخ شعيب الأرناؤوط،الناشر : مؤسسة الرسالة،الطبعة : الثالثة ، 1405 هـ / 1985 م،عدد الأجزاء : 25 (23 ومجلدان فهارس)،[ترقيم الكتاب موافق للمطبوع ، وهو مشكول، ومذيل بالحواشي، ومضاف لخدمة التراجم]،ج4،ص:398

[13] ـ العسقلانی، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ)، تقريب التهذيب،،المحقق: محمد عوامة،الناشر: دار الرشيد – سوريا،الطبعة: الأولى، 1406 – 1986،عدد الأجزاء: 1،نسخة محمد عوَّامة طبعة دار الرشيد بحلب الطبعة: الأولى 1406هـ،أرفقنا الفروقات التي بينها وبين طبعة: أبي الأشبال الباكستاني طبعة دار العاصمة الطبعة الأولى 1416هـ وذلك بوضعها بين معكوفتين هكذا [] .،(كذا في مصدر الكتاب: موقع الدرر السنية)،ج1،ص:400

[14] ـ ابوزہرہ،ابوزہرہ مصری، فقہ واجتہاد عہد وآراء امام جعفر صادق ،مکتبہ باب العلم ،ص 22

[15] ـ المزی،یوسف بن عبد الرحمن بن یوسف، أبو الحجاج، تهذیب الكمال في أسماء الرجال،باب علی بن حسین ،ج20،ص:388

[16] ـ ابن عساكر، أبو القاسم علي بن الحسن بن هبة الله المعروف بابن عساكر (المتوفى: 571هـ)، تاريخ دمشق،،المحقق: عمرو بن غرامة العمروي،الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع،عام النشر: 1415 هـ - 1995 م،عدد الأجزاء: 80 (74 و 6 مجلدات فهارس)،[ترقيم الكتاب موافق للمطبوع هو مذيل بالحواشي وضمن خدمة التراجم]،باب محمد بن مسلم بن عبيدالله بن عبدالله ،ج55،ص:39

[17] ـ ابن الصلاح،: ،ثمان بن عبد الرحمن، أبوعمرو، تقي الدين المعروف بابن الصلاح (المتوفى: 643هـ)، معرفة أنواع علوم الحديث، ويُعرف بمقدمة ابن الصلاح ،والمحقق: نور الدين عتروالناشر: دار الفكر- سوريا، دار الفكر المعاصر - بيروتوسنة النشر: 1406هـ- 1986موعدد الأجزاء: 1ترقيم الكتاب موافق للمطبوع،ج1،ص16)

[18] ـ(ابن كثير، أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774هـ)، البداية والنهاية،المحقق: علي شيري ،الناشر: دار إحياء التراث العربي،الطبعة: الأولى 1408، هـ - 1988 م،ج9،ص374

[19] ـ العسقلانی،أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ)، تهذيب التهذيب،،الناشر: مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند،الطبعة: الطبعة الأولى، 1326هـ،عدد الأجزاء: 12

[20] ـ السیوطی،،المؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911هـ، تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي،(حققه: أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي،الناشر: دار طيبة،عدد الأجزاء: 2ترقيم الكتاب موافق للمطبوع،ج1،ص78)

[21] ـ القاری،علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: 1014هـ)، شرح نخبة الفكر في مصطلحات أهل الأثر،،المحقق: قدم له: الشيخ عبد الفتاح أبو غدة، حققه وعلق عليه: محمد نزار تميم وهيثم نزار تميم،الناشر: دار الأرقم - لبنان / بيروت،الطبعة: بدون، بدون،عدد الأجزاء: 1،ج1،ص:260

[22] ـ نووی ، ابو زکریا محی الدین بن شرف النووی، تہذیب الاسماء واللغات ، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان جلد 1، ص :343

[23] ـ قاضی عبدالصمد صارم ،کتاب تاریخ حدیث ،ص191،میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی ،1354ھ

[24] ـ ابن تیمیہ،تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية الحراني الحنبلي الدمشقي (المتوفى: 728هـ)، منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية،،المحقق: محمد رشاد سالم،الناشر: جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية،الطبعة: الأولى، 1406 هـ - 1986 م،عدد المجلدات: 9،[ترقيم الكتاب موافق للمطبوع وهو مذيل بحواشي المحقق]،ج7،ص535

[25] ـ الذہبی،شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى : 748هـ)، سير أعلام النبلاء،،المحقق : مجموعة من المحققين بإشراف الشيخ شعيب الأرناؤوط،الناشر : مؤسسة الرسالة،الطبعة : الثالثة ، 1405 هـ / 1985 م،عدد الأجزاء : 25 (23 ومجلدان فهارس)،[ترقيم الكتاب موافق للمطبوع ، وهو مشكول، ومذيل بالحواشي، ومضاف لخدمة التراجم]،ج4،ص388

[26] ـ البخاری،محمد بن اسماعیل البخاری،الجامع الصحیح ، كِتَاب الْعِتْقِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعِتْقِ وَفَضْلِهِ:،حدیث:2517

[27] ـ ایضا: كِتَاب الِاعْتِكَافِ، بَابُ هَلْ يَخْرُجُ الْمُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهِ إِلَى بَابُ الْمَسْجِدِ:حدیث: 2035

[28] ـ مسلم ،مسلم بن حجاج ،صحیح مسلم ،کتاب الحج،باب بَيَانِ وُجُوهِ الإِحْرَامِ وَأَنَّهُ يَجُوزُ إِفْرَادُ الْحَجِّ وَالتَّمَتُّعِ وَالْقِرَانِ وَجَوَازِ إِدْخَالِ الْحَجِّ عَلَى الْعُمْرَةِ وَمَتَى يَحِلُّ الْقَارِنُ مِنْ نُسُكِهِ: ،باب ،،حدیث رقم:2931)

[29] ـ مسلم ، مسلم بن حجاج ،صحیح مسلم ،کتاب الصیام ،باب بیان القبلۃ فی الصوم ،،حدیث رقم:2585

[30] ۔ البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاري،كِتَاب فَضَائِلِ الصحابة،بَابُ ذِكْرُ أَصْهَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو الْعَاصِ بْنُ الرَّبِيعِ:حدیث رقم :3729

[31] ۔ مسلم ، مسلم بن حجاج ،صحیح مسلم ،باب النُّزُولِ بِمَكَّةَ لِلْحَاجِّ وَتَوْرِيثِ دُورِهَا، حديث رقم:1351

[32] ۔ ابو داؤد،سلمان بن اشعت،سنن ابي داود،أبواب تفريع استفتاح الصلاة، .142باب تَمَامِ التَّكْبِيرِ۔حدیث رقم :836

[33] ۔ الدمشقی، طاهر بن صالح (أو محمد صالح) ابن أحمد بن موهب، السمعوني الجزائري، ثم الدمشقيّ (المتوفى: 1338ھ)، توجیه النظر إلى أصول الأثر،المحقق: عبد الفتاح أبو غدة،الناشر: مكتبة المطبوعات الإسلامية – حلب،الطبعة: الأولى، 1416ھ - 1995م،عدد الأجزاء: 2،ج1،ص400

[34] ۔ترمذی،سنن ترمذي،كتاب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم .101باب قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ،حدیث رقم:3546

[35] ۔ الترمذی، ابو عیسیٰ،محمد بن عیسیٰ،سنن ترمذي،كتاب تفسير القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم35 .باب وَمِنْ سُورَةِ سَبَإٍ،حدیث رقم:3224

[36] ۔ سنن ابن ماجه،كتاب الطهارة وسننها .66بَابُ : الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ،حدیث رقم:491

[37] ۔ سنن نسائی ،صفة الوضو .123بَابُ : تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ،حدیث رقم:82

[38] ۔ صحیح ابن خزیمه،جُمَّاعُ أَبْوَابِ الْأَفْعَالِ اللَّوَاتِي لَا تُوجِبُ الْوُضُوءَ، بَابُ الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ غَسْلِ الْيَدَيْنِ، وَالْمَضْمَضَةِ مِنْ أَكْلِ اللَّحْمِ؛ إِذِ الْعَرَبُ قَدْ تُسَمِّي غَسْلَ الْيَدَيْنِ وُضُوءًا،حدیث رقم:44

[39] ۔ مالک، موطأ الإمام مالك،مالك بن أنس بن مالك بن عامر الأصبحي المدني (المتوفى: 179ھ)،المحقق: بشار عواد معروف - محمود خليل،الناشر: مؤسسة الرسالة،سنة النشر: 1412 ھ،عدد الأجزاء: 2،باب ماجاء فی حسن الخلق،ج2،ص74،حدیث رقم:1883

[40] ۔ الترمذی، ابو عیسیٰ،محمد بن عیسیٰ،سنن ترمذی ، کتاب الزہد، حدیث:2317

[41] ۔ ابن کثیر،أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774ھ)، البداية والنهاية،،الناشر: دار الفكر،عام النشر: 1407 ھ - 1986 م،عدد الأجزاء: 15،ج3،ص242